اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد

مثنوی مولانا جلال الدّین رومیؒ

(کتاب ۱، حکایت ۲)

ماہانہ محفل ذکر و نعت

رہائش حاجی رانا زاہد اقبال صاحب

بھارہ کہو، وفاقی دار الحکومت اسلام آباد

نیلا سَندھ، لہتراڑ روڈ، وفاقی دار الحکومت اسلام آباد

دار الفقر

وفاقی دار الحکومت اسلام آباد

ویب سائیٹ:

muhammadiyah.info

اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

طوطا اور بیوپاری

(ایک سبق آموز داستان)

یہ قصہ ایک ایسے بیوپاری کا ہے جس کے پاس ایک خوبصورت سبز طوطا تھا۔ وہ طوطا نہ صرف میٹھی بولتا تھا بلکہ گانا بھی خوب گاتا تھا۔ بیوپاری کے لیے وہ محض ایک پالتو پرندہ نہیں تھا بلکہ ایک وفادار ساتھی اور دکان کا محافظ بھی تھا۔ طوطا دن بھر دکان کی نگرانی کرتا، گاہکوں سے خوش اسلوبی سے بات کرتا اور اپنے دلکش انداز سے دکان کی رونق بڑھاتا۔ ایک دن بیوپاری دوپہر کے کھانے کے لیے گھر گیا اور طوطے کو دکان کی ذمہ داری سونپ دی۔ اچانک ایک بلی نے چوہے کے پیچھے بھاگتے ہوئے دکان میں گھس کر طوطے کو ڈرا دیا۔ طوطا گھبرا کر اڑا اور اس کے پر سے تیل کی کچھ بوتلیں گر کر ٹوٹ گئیں۔ ساری دکان اور طوطا خود بادام کے تیل میں لت پت ہو گئے۔

جب بیوپاری واپس آیا تو اس نے دکان میں تیل کا ہر طرف سیلاب اور شرمسار طوطا دیکھا۔ غصے میں آ کر اس نے طوطے کے سر پر زور سے ضرب لگا دی۔ ننھے طوطے نے، جو پہلے ہی اپنی بے احتیاطی پر شرمندہ تھا، یہ درد اور ذلت برداشت نہ کیا اور اس کے سر کے تمام پر جھڑ گئے۔ اس واقعے کے بعد طوطا بالکل خاموش ہو گیا۔ نہ بولتا، نہ گاتا۔ بیوپاری کو اپنی بھول کا احساس ہوا۔ اس نے نہ صرف اپنا پیارا ساتھی کھو دیا بلکہ اپنی پھلتی پھولتی دکان کو بھی نقصان پہنچایا۔ وہ سخت پچھتاوے میں گھر گیا۔

بیوپاری نے ہر غریب درویش کو خیرات دینا شروع کر دی، امید کرتے ہوئے کہ نیک اعمال سے اس کی خطا معاف ہو جائے اور اس کا طوطا پھر سے بول اٹھے۔ تین دن کے بعد ایک گنجا درویش دکان میں آیا۔ اسے دیکھتے ہی خاموش طوطا بولا "کیا تم نے بھی بادام کے تیل کی بوتلیں گرائی تھیں؟" دکان میں موجود گاہک ہنس پڑے۔ ان میں سے ایک نے نرمی سے کہا "پیارے طوطے، ہمیشہ ایک کام کو دوسرے کام سے نہیں جوڑنا چاہیے۔ انسان کو دوسروں سے اپنا موازنہ نہیں

کرنا چاہیے، چاہے ظاہری طور پر حالات ایک جیسے کیوں نہ لگیں۔ حقیقت ہمیشہ ظاہر سے مختلف ہوتی ہے"۔

تشریح اور تفسیر:

یہ قصہ بظاہر بہت سادہ لگتا ہے لیکن اس میں زندگی کے گہرے سبق چھپے ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص کبھی نہ کبھی اس بیوپاری یا طوطے کی طرح کی صورت حال سے دوچار ہوتا ہے۔

اس حکایت کا پہلا اور نہایت اہم سبق یہ ہے کہ جیسے وہ طوطا جو ہمیشہ بولتا تھا، بلی کو دیکھ کر اس کے حواس جاتے رہے اور وہ بولنے کی صلاحیت کھو بیٹھا، اسی طرح بہت سے انسان ایسے ہوں گے جو زندگی بھر کلمہ پڑھتے رہے ہوں گے، مگر موت کے وقت یا فرشتوں کو دیکھ کر ان کے حواس ساتھ نہ دیں۔ احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بعض مسلمانوں کے دل میں جواب موجود ہوگا مگر زبان سے کلمہ یا درست جواب ادا نہ ہو سکے گا۔ قبر کے سوالات کے جوابات معلوم ہونے کے باوجود زبان بند ہو جانا اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لیے یہ حکایت ہمیں متنبہ کرتی ہے کہ اصل فکر یہ ہونی چاہیے کہ اللہ آخری وقت میں ایمان پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور زبان کو کلمہ نصیب ہو۔

گاہک کا کہا ہوا جملہ اس پورے قصے کا نچوڑ ہے: "حقیقت ہمیشہ ظاہر سے مختلف ہوتی ہے"۔ ہماری روزمرہ زندگی میں ہم کتنی ہی بار صرف دیکھی بھالی چیز پر یقین کر لیتے ہیں۔ کسی کے امیر ہونے پر اسے خوش سمجھ لیتے ہیں، کسی کے غریب ہونے پر اسے بدقسمت۔ کسی کے چپ رہنے پر اسے کم علم اور کسی کے زیادہ بولنے پر اسے عقلمند۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہر انسان کے اندر ایک دنیا آباد ہے۔ ہر چہرے کے پیچھے ایک کہانی چھپی ہے۔ اس لیے ہمیں نرم دل، درگزر کرنے والا اور دوسروں کی حالت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

یہ چھوٹا سا قصہ ہمیں تین بڑے تحفے دیتا ہے: پہلا، غصے پر قابو پانا۔ دوسرا، اپنے پیاروں کی قدر کرنا۔ اور تیسرا، دوسروں کے بارے میں سطحی رائے قائم نہ کرنا۔ اگر ہم ان سادہ سبقوں کو اپنی زندگی میں اپنا لیں، تو ہمارے تعلقات بہتر ہوں گے، ہمارا دل پرسکون ہو گا اور ہم ایک باعزت اور پرامن زندگی گزار سکیں گے۔ رومی کا کلام ایسے ہی آسان فہم قصوں کے ذریعے ہمارے اندر کے انسان کو جگانے کی کوشش کرتا ہے۔

یہی طرزِ فکر بزرگوں کے طرزِ عمل میں نمایاں نظر آتا ہے۔ انہوں نے ظاہر کو معیار نہیں بنایا بلکہ باطن، اخلاق اور اخلاص کو اصل وزن دیا۔ کسی غریب اور بدحال شخص کو عزت دی اور

کسی صاحبِ اقتدار سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس حکایت کا مجموعی پیغام یہی ہے کہ انسان نہ اپنی زبان، نہ اپنی نیکی، اور نہ ہی اپنے حال پر بھروسا کرے، بلکہ ہر وقت اللہ سے عافیت، حسنِ خاتمہ اور باطن کی سلامتی مانگتا رہے۔

عارفانہ تشریح:

عارفانہ نگاہ سے یہ قصہ سلوک کے پورے سفر کی علامت بن جاتا ہے۔ طوطا انسان کی ناطق روح کی علامت ہے جو دنیا اور جسم کی دکان میں مقید ہے مگر اس کی فطرت میں ذکر، شعور اور نطق کی صلاحیت موجود ہے۔ دکان دنیائے مادی اور جسم انسانی کا استعارہ ہے، جبکہ بلی نفسِ امارہ اور شیطانی وسوسوں کی اچانک یلغار کی علامت ہے جو روح کے توازن کو بکھیر دیتی ہے۔

بلی کو دیکھ کر طوطے کا گھبرا جانا اس لمحے کی طرف اشارہ ہے جب انسان پر اچانک کوئی سخت روحانی یا نفسانی کیفیت طاری ہوتی ہے، اور اسی لمحے زبان، عقل اور اختیار ساتھ چھوڑ سکتے ہیں۔ تیل کا بکھر جانا اس نورِ علم اور روحانی سرمایہ کے ضائع ہونے کی علامت ہے جو اضطراب میں ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ بیوپاری کا غصہ سخت ملامت ہے، اور طوطے کا گنجا ہو جانا اس تجرد کی کیفیت ہے جہاں ظاہری قوتیں سلب ہو جاتی ہیں اور انسان خاموشی کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔

بیوپاری کا خیرات کرنا سالک کی اس کوشش کی علامت ہے جو ظاہری اعمال کے ذریعے اپنے انجام کو سنوارنا چاہتا ہے، مگر یہ کوشش اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک مرشدِ کامل کی نظر شامل نہ ہو۔ گنجا درویش مرشدِ کامل کی علامت ہے جس کا تجرد اختیاری اور فنا فی اللہ کا اظہار ہے۔ طوطے کا اس سے موازنہ کرنا اس سالک کی غلط فہمی کو ظاہر کرتا ہے جو مرشد کے مقام کو اپنی اضطراری کیفیت پر قیاس کر لیتا ہے۔

یہی وہ نکتہ ہے جہاں عارف پر حقیقت کھلتی ہے کہ خاموشی کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو خوف، غفلت یا ضرب سے پیدا ہوتی ہے، اور دوسری وہ جو معرفت اور فنا سے جنم لیتی ہے۔ جو اس فرق کو پہچان لے، وہی اس حکایت کا اصل راز پا لیتا ہے۔

The Parrot and the Grocer

(An Instructive Tale)

This is the story of a merchant who owned a beautiful green parrot. The parrot did not merely speak sweetly; it also sang melodiously. For the merchant, it was not just a pet bird but a loyal companion and the guardian of his shop. All day long the parrot watched over the shop, spoke courteously with customers, and enhanced the liveliness of the place with its charming manner. One day, the merchant went home for lunch and entrusted the shop to the parrot. Suddenly, a cat chased a mouse into the shop and frightened the parrot. Startled, the parrot took flight, and in the flapping of its wings several bottles of almond oil fell and shattered. The entire shop, along with the parrot itself, was drenched in oil.

When the merchant returned, he saw oil everywhere and the parrot standing there in embarrassment. In anger, he struck the parrot hard on the head. The little parrot, already ashamed of its carelessness, could not bear this pain and humiliation, and all the feathers on its head fell out. After this incident, the parrot became completely silent. It neither spoke nor sang. The merchant realized his mistake. He had not only lost his beloved companion but had also damaged his thriving business. Overwhelmed with regret, he went home.

The merchant began giving charity to every poor dervish he encountered, hoping that through good deeds his error would be forgiven and his parrot would speak again. After three days, a bald dervish came into the shop. As soon as the silent parrot saw him, it spoke: “Did you also drop the bottles of almond oil?” The customers present burst into laughter. One of them gently said, “Dear parrot, one should not always connect one thing to another. A person should not compare himself to others, even if outwardly the situations appear the same. Reality is always different from appearances.”

Explanation and Interpretation:

At first glance, this story seems very simple, but it contains profound lessons of life. Every one of us, at some point, encounters a situation like that of the merchant or the parrot.

The first and most important lesson of this tale is that just as the parrot, which always spoke, lost its senses upon seeing the cat and thereby lost its ability to speak, in the same way there will be many people who recited the testimony of faith throughout

their lives, yet at the moment of death or upon seeing the angels, their senses may fail them. From the noble traditions and the accounts of the elders of religion, it becomes clear that some Muslims will have the answers present in their hearts, but their tongues will be unable to utter the testimony or the correct response. The inability to speak during the questioning of the grave, despite knowing the answers, points to this reality. Therefore, this story warns that the real concern should be that Allah grants steadfastness in faith at the final moment and bestows the ability to utter the testimony.

The sentence spoken by the customer is the essence of the entire story: “Reality is always different from appearances.” In our daily lives, how often do we believe solely in what we see. We consider someone happy because he is wealthy, unfortunate because he is poor; we assume someone who is silent to be ignorant and someone who speaks a lot to be intelligent. But this is not the case at all. Within every person resides an entire world. Behind every face lies a hidden story. Therefore, we should be soft-hearted, forgiving, and strive to understand the conditions of others.

This small story gives us three great gifts: first, control over anger; second, valuing those we love; and third, not forming superficial opinions about others. If we adopt these simple lessons in our lives, our relationships will improve, our hearts will find peace, and we will live a dignified and peaceful life. Through such simple and comprehensible stories, Rumi’s words seek to awaken the human being within us.

The same mindset is clearly visible in the conduct of the spiritual elders. They did not make outward appearances the criterion; rather, they gave true weight to inner reality, character, and sincerity. They honored the poor and destitute and distanced themselves from those in power. The overall message of this parable is that a person should rely neither on his speech, nor on his good deeds, nor on his present condition, but should always ask God for well-being, a good ending, and inner soundness.

Mystical Interpretation:

From a mystical perspective, this story becomes a symbol of the entire journey of spiritual wayfaring. The parrot represents the articulate human soul, confined within the shop of the world and the body, yet inherently possessing the capacity for remembrance, awareness, and speech. The shop symbolizes the material world and the human body, while the cat represents the commanding self and satanic whisperings that suddenly assault and disrupt the soul’s balance.

The parrot's panic upon seeing the cat points to the moment when a sudden and severe spiritual or carnal state overtakes a person, and at that moment the tongue, intellect, and will may fail. The spilling of the oil symbolizes the loss of the light of knowledge and spiritual capital that slips away in agitation. The merchant's anger signifies harsh reproach, and the parrot becoming bald signifies a state of stripping away, in which outward faculties are taken away and a person enters the stage of silence.

The merchant's giving of charity symbolizes the seeker's effort to rectify his end through outward actions, but this effort remains incomplete until it is accompanied by the gaze of the perfected guide. The bald dervish symbolizes the perfected guide, whose state of stripping is voluntary and an expression of annihilation in Allah. The parrot's comparison of itself to him reveals the seeker's misunderstanding, in which he measures the guide's station by his own involuntary condition.

This is the point at which the knower realizes that there are two kinds of silence: one that arises from fear, heedlessness, or a blow, and another that is born of gnosis and annihilation. Whoever recognizes this distinction attains the true secret of this parable.

وَصَلَّى اللهُ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن